۱۹

ہم ہی کامیاب ہوں گے اور ہمارا دشمن ذلیل و رُسوا ہوگا

(فرمودہ ۲۵؍جون ۱۹۳۷ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع کی آیت وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک کی تلاوت کر کے فرمایا:-

آخری زمانہ کے مصلح کی بعثت خدا تعالیٰ کی نگاہوں میں ایسی اہم ہے کہ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر رسول کریم ﷺ کے زمانہ تک کے تمام انبیاء نے اس بعثت کی خبر دی ہے اور آسمانی صحیفوں کا اِس امر پر اتفاق ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں شیطان اور فرشتوں کی آخری جنگ ہوگی اور آخر اپنا سارا زور لگا لینے کے بعد شیطان کا سر کُچلا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم کر دی جائے گی۔

ایک مومن کا خواب اپنے اندر بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے، ایک مجدد کا خواب اپنے اندر ایک بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے، ایک نبی کا خواب اپنے اندر اس سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور دو تین نبیوں کے خواب تو اِس سے بھی زیادہ شان اور اہمیت رکھتے ہیں۔ مگر جس خبر پر تمام انبیاء متفق ہوں اور حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر خاتم النّبیّن محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ تک تمام انبیاء اس کی خبر دیتے چلے آرہے ہوں، وہ کتنی بڑی اہم ہوگی۔

حضرت نوحؑ کے زمانہ میں شیطان نے جس جس رنگ میں حضرت نوح علیہ السلام کا مقابلہ کیا، اُس کا ایک چھوٹا سا خلاصہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں شیطان نے جس جس

رنگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقابلہ کیا، اُس کا بھی ایک چھوٹا سا خلاصہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں شیطان نے جس جس رنگ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کیا اُس کا بھی ایک چھوٹا سا خلاصہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ حضرت داوٗدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں شیطان نے جس جس رنگ میں حضرت داوٗدؑ اور حضرت سلیمانؑ کا مقابلہ کیا اُس کا بھی ایک چھوٹا سا خلاصہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں شیطان نے جس جس رنگ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کیا اُس کا بھی ایک چھوٹا سا خلاصہ قرآن کریم میں موجود ہے اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شیطان نے جس جس رنگ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کیا اُس کا بھی ایک اِجمالی نقشہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ ان میں سے ہر جنگ جو اپنے اپنے زمانہ میں ہوئی وہ انسان کا دِل دہلا دینے کیلئے کافی ہے۔ مخالفت میں ایسے ایسے ذرائع کو استعمال کیا گیا اور ایسے ایسے طریق اختیار کئے گئے کہ مومنوں کیلئے زلزلہ آ گیا اور لوگوں نے سمجھا اب یہ جماعت بالکل تباہ ہو جائے گی۔ مگر پھر خدا تعالیٰ کی نصرت ظاہر ہوئی اور وہ طوفان اور وہ آندھیاں جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی بنائی ہوئی عمارتوں کو زمین سے پیوست کر دیں گی اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گی ہوا کی طرح اس عمارت سے ٹکرا کر اس طرح اُڑ گئیں جس طرح پانی کا بُلبلہ پھٹ جاتا ہے اور کسی کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ پھر جب ایک ایک جنگ میں شیطان نے اس طرح زور لگایا ہے تو کس طرح ممکن ہے کہ آخری جنگ میں وہ اپنے تمام ذرائع کو مجموعی طور پر استعمال نہ کرے۔ شیطان خود دنیا میں ظاہر نہیں ہوتا بلکہ انسانوں میں سے ہی بعض کو اپنا آلۂ کار بناتا اور ان کے ذریعہ الٰہی جماعتوں کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے۔

پس ضروری ہے کہ اِس زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہے شیطان کی طرف سے وہ تمام ہتھیار استعمال کئے جائیں جو نوحؑ کے زمانہ میں استعمال کئے گئے، جو موسیٰؑ کے زمانہ میں استعمال کئے گئے، جو لوطؑ کے زمانہ میں استعمال کئے گئے، جو اسحٰقؑ کے زمانہ میں استعمال کئے گئے، جو یعقوبؑ کے زمانہ میں استعمال کئے گئے، جو یوسفؑ کے زمانہ میں استعمال کئے گئے، جو داوٗدؑ اور سلیمانؑ اور الیسعؑ اور زکریاؑ اور یحییٰ اور دوسرے انبیاء کے زمانہ میں استعمال کئے گئے۔ جو عیسیٰؑ کے زمانہ میں استعمال کئے گئے اور جو سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں استعمال کئے گئے۔ کیونکہ شیطان جانتا ہے کہ یہ اس کی آخری جنگ ہے اور اسی جنگ پر اس کی زندگی یا موت کا انحصار ہے۔ پس میں ان لوگوں کو جو میرے نقطۂ نگاہ

میں مومن ہیں (چونکہ ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو اپنے اپنے نقطۂ نگاہ میں مومن ہوں لیکن میرے نقطۂ نگاہ میں مومن نہ ہوں اس لئے اُن لوگوں سے میرا خطاب نہیں ۔ کیونکہ وہ مجھ میں سے نہیں اور میں ان میں سے نہیں ۔ میں ذمہ وار صرف ان لوگوں کا ہوں جو میرے نقطۂ نگاہ میں مومن ہیں اور میرے نقطۂ نگاہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سچا ایمان لائے ہوئے ہیں) کہتا ہوں کہ انہیں محسوس کرنا چاہئے کہ وہ تمام ہتھیار جو شیطان نے پہلے زمانوں میں استعمال کئے اُنہیں اِس زمانہ میں بھی استعمال کیا جائے گا اور ان کی آرزوئیں اور خواہشیں اسے ان ہتھیاروں کے استعمال سے باز نہیں رکھ سکتیں ۔ یہ خدائی خبر ہے جو تمام انبیاء نے دی اور ضروری ہے کہ پوری ہو ۔ اگر یہ خبر پوری نہ ہو تو نوحؑ بھی جھوٹے ماننے پڑتے ہیں، موسیٰؑ بھی جھوٹے ماننے پڑتے ہیں، داؤدؑ بھی جھوٹے ماننے پڑتے ہیں، سلیمانؑ بھی جھوٹے ماننے پڑتے ہیں، عیسیٰؑ بھی جھوٹے ماننے پڑتے ہیں ۔ اور پھر راستبازوں کے راستباز اور سچوں کے سچے اور صادقوں کے سردار حضرت محمد ﷺ بھی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ جھوٹے قرار پاتے ہیں اور کہنا پڑے گا کہ جو خبر انہوں نے دی وہ پوری نہ ہوئی ۔ پس گو ہم میں سے ہر شخص کی خواہش یہی ہونی چاہئے اور ہے کہ شیطانی حملے کم ہوں مگر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر دی گئی ہے وہ کبھی ٹل نہیں سکتی ۔ یہی وجہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حملے پر حملے ہوں گے اور ابتلا پر ابتلا آئیں گے اور آخر وہی راستباز ٹھہرے گا جو آخر تک اپنے ایمان پر قائم رہے گا اور اس کے اندر اِس قدر طاقت ہوگی کہ وہ شیطانی حملوں کا مقابلہ کر سکے ۔

پس اپنی جماعت کو یعنی ان مخلصین کو جو صرف منہ سے احمدی نہیں کہلاتے بلکہ واقعی سلسلہ سے انس رکھتے ہیں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہیں فتنوں سے ڈرنا نہیں چاہئے ۔ کئی لوگ سچے مومن ہوتے ہیں لیکن جب بھی کوئی فتنہ اُٹھتا ہے وہ گھبرا جاتے ہیں اور کہتے ہیں اب کیا ہوگا اور ہر فتنہ کے موقع پر جب بھی گھبرا کر انہوں نے یہ کہا کہ اب کیا ہوگا میں نے انہیں کہا کہ یہی ہوگا کہ تم جیتے اور فتح کے جھنڈے اڑاتے ہوئے نکلو گے ۔ زمین بدل سکتی ہے، آسمان بدل سکتا ہے، سمندر خشک ہو سکتے ہیں، پہاڑ اڑ سکتے ہیں مگر جو بات نہیں ٹل سکتی اور کبھی نہیں ٹل سکتی وہ یہ ہے کہ ہم ہی کامیاب ہوں گے اور ہمارا دشمن ہمیشہ ذلیل اور رسوا ہوگا ۔ بظاہر حالات حملے کتنے ہی سخت ہوں، بظاہر حالات شیطانی طاقتیں کتنی ہی زبردست کیوں نہ ہوں یہ خدا کی تقدیر ہے جو پوری ہو کر رہے گی ۔

قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

یہ خدائی تقدیر ہے جو ہر حالت میں ظاہر ہوگی اور کوئی انسانی تدبیر اسے غلط قرار نہیں دے سکتی۔ ہوسکتا ہے کہ تم یا میں یا کوئی اور اس لڑائی میں رُخصت ہو جائیں یا رخصت کر دیئے جائیں۔ مگر جس تعلیم پر ہم قائم ہیں اور جن باتوں کو ہم دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں انہیں کسی قسم کی زک پہنچ جائے یا ان میں ضُعف اور کمزوری پیدا ہو جائے، یہ ناممکن اور بالکل ناممکن ہے۔

نوحؑ کا ذکر تو ہم کیا کریں، وہ ایک بہت بڑا اور خدا کا برگزیدہ رسول تھا۔ ابراہیمؑ کا ذکر ہم کیا کریں کہ وہ خدا کا بہت پیارا اور اُس کا برگزیدہ رسول تھا۔ موسیٰؑ کا ذکر ہم کیا کریں کہ وہ خدا کا ایک اولوالعزم نبی اور اس کا برگزیدہ بندہ تھا۔ عیسیٰؑ کا ذکر ہم کیا کریں کہ وہ خدا کا ایک بہت بڑا رسول تھا اور رسول اللہ ﷺ تو تمام نبیوں کے سردار تھے ان کی باتوں کا کیا کہنا۔ خود ہمارے اندر خدا تعالیٰ نے ایسے نشانات قائم کر دیئے ہیں جن کو دیکھتے ہوئے ایک لحہ کیلئے بھی ہم خدا تعالیٰ کی باتوں کا انکار نہیں کر سکتے۔

میں ابھی سترہ سال کا تھا جو کھیلنے کودنے کی عمر ہوتی ہے کہ اس سترہ سال کی عمر میں خدا تعالیٰ نے الہاماً میری زبان پر یہ کلمات جاری کئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھوں سے ایک کاپی پر لکھا لئے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کہ وہ لوگ جو تیرے متبع ہوں گے اللہ تعالیٰ اُنہیں قیامت تک اُن لوگوں پر فوقیت اور غلبہ دے گا جو تیرے منکر ہوں گے۔ اس سترہ سال کی عمر میں کس کو معلوم تھا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات تک زندہ رہوں گا۔ پھر کون کہہ سکتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد سلسلہ کے متعلق کیا انتظام ہوگا۔ کیونکہ نبیوں کے زمانہ میں انبیاء کی محبت دلوں پر اِس قدر غالب ہوتی ہے کہ ان کی وفات کا خیال تک بھی دل میں نہیں لایا جا سکتا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو خلیفہ بنایا اور جماعت میں سلسلۂ خلافت قائم کیا تو کون اس مخالفت کو دیکھ کر جو سلسلہ کے لیڈروں کی طرف سے کی جاتی تھی، جبکہ عَلَی الْاِعْلَان یہ کہا جاتا تھا کہ اس بڈھے کو مرنے دو اس کے بعد خلافت کے انتظام کو ہم باطل کر کے رکھ دیں گے، کہہ سکتا تھا کہ خلافت کا سلسلہ چلے گا اور پھر کون کہہ سکتا تھا کہ آپ کے بعد خلیفہ مَیں ہی بنوں گا کیونکہ میں اس بات کیلئے بالکل تیار تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے بعد خود مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کر لوں تا جماعت میں تفرقہ پیدا نہ ہو۔

ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک پرانے صحابیؓ سے ملنے کیلئے گیا تو انہوں نے روتے ہوئے کہا مجھے خوب یاد ہے جب حضرت خلیفہ اوّل کے آخری ایام میں عظیم الشان فتنہ اُٹھا اور میں نے آپ سے گھبراہٹ کا اظہار کیا تو آپ نے مجھے کہا مولوی صاحب! گھبرائیں نہیں میں فتنہ پیدا ہونے نہ دوں گا۔ میں مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی بیعت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ اُس نے مجھے جماعت کا خلیفہ بنا دیا اور اُس دن اس اِلہام کی صداقت کی بنیاد پڑی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اور وہ لوگ جو تیرے متبع ہوں گے اُن لوگوں پر قیامت تک غالب رہیں گے جو تیرے منکر ہوں گے۔ پھر دیکھ لو دشمن کتنی بڑی طاقت لے کر اُٹھا اور اُس کا کیسا عبرتناک انجام ہوا۔ اُس وقت کہا جاتا اور متواتر کہا جاتا تھا کہ یہ بچہ ہے اور ہم بڑی عمر کے ہیں۔ یہ جاہل ہے اور ہم عالمِ اور مفسرِ قرآن ہیں۔ یہ کمزور ہے اور ہمارے ہاتھوں میں سب طاقتیں ہیں۔ یہ نادار ہے اور ہمارے پاس روپیہ ہے۔ یہ بیوقوف ہے اور ہم عقلمند ہیں۔ یہ لوگوں کے قبضہ میں ہے اور ہم صاحبِ تدبیر ہیں۔ غرض یہ تمام حملے ایک طرف تھے اور دوسری طرف ایک چھبیس سالہ نوجوان۔ بلکہ اُس وقت میری عمر چھبیس سال بھی پوری نہیں تھی، ۲۵ برس اور دو مہینہ کی عمر تھی۔ پس پچیس برس کا ایک نوجوان ایسی حالت میں کھڑا ہوا جبکہ سلسلہ کے تمام بڑے بڑے لوگ دوسری طرف تھے۔ جب جماعت کا خزانہ بالکل خالی تھا صرف چند آنے کے پیسے اُس میں موجود تھے اور اُٹھارہ ہزار کا قرضہ صدر انجمن پر تھا۔ اُس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا اور بتایا کہ کوئی نہیں جو خدا کے کاموں کو روک سکے اور فرمایا وَلَنُمَزِّقَنَّھُمْ ۔ اللہ تعالیٰ تیرے مخالفوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور ان کی جمعیت کو پراگندہ کر دے گا۔ چنانچہ بعد میں رونما ہونے والے واقعات نے ظاہر کر دیا کہ ایسا ہی ہوا۔

پس یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جس خدا نے سترہ سال کی عمر میں مجھے خبریں بتائیں اور پھر مخالف حالات میں ان باتوں کو پورا کر کے دکھا دیا اور میری نصرت اور تائید کیلئے آسمان سے فرشتے اُتارے اُس خدا کے فضل سے مَیں کسی وقت مایوس ہو جاؤں۔ میں تو ایک اکفر انسان ہوں گا۔ ایک نہایت ہی اشقیٰ انسان ہوں گا اگر ایک منٹ کیلئے بھی میں خدا تعالیٰ کی نصرت اور اُس کی تائید کے متعلق شبہ کروں۔ سترہ سال کی عمر میں خدا تعالیٰ نے مجھے وہ الہام کیا اور آج میری عمر سے اَڑتالیسواں سال گزر رہا ہے۔

اس گزشتہ تیس اکتیس سال کے عرصہ میں دنیا نے اِس الہام کی صداقت میں جو کچھ دیکھا وہ اتنا واضح اور اتنا مبرہن [۱] ہے کہ اس کے بعد خدا تعالیٰ کی نصرت کے متعلق مجھے ایک منٹ کیلئے بھی شبہ نہیں ہوسکتا اور میں واضح سے واضح الفاظ میں دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کرنے کیلئے تیار ہوں کہ اگر ان مقابلوں میں مجھے زک پہنچ جائے یا میری قائم کی ہوئی باتیں فیل ہوجائیں تو یقیناً میں جھوٹا ہوں گا۔

پس جیسا کہ میں نے بتایا ہے فتنے آنے ضروری ہیں اور بڑے بڑے فِتنے ہیں جن کا آنا مقدر ہے مگر تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ہدایت نامہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے کہ جولوگ کمزوردل ہوتے ہیں وہ فتنوں سے گھبرا جاتے ہیں مگر یاد رکھنا چاہئے الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْہِ [۲] تمہارے لئے فیصلہ کی ایک راہ ہم نے رکھی ہوئی ہے اور وہ خدا کی کتاب ہے۔ اس میں کوئی جھوٹی بات نہیں۔ انسانی بتائے ہوئے اصول جھوٹے ہوسکتے ہیں۔ انسانی بتائی ہوئی تدابیر غلط ہوسکتی ہیں مگر خدا کی کتاب لَارَیْبَ فِیْہِ ہے۔ کوئی مشکوک یا جھوٹی بات اِس میں نہیں۔ پھر فرماتا ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ [۳] اگر تم خدا تعالیٰ پر توکل کرنے اور اس کی طرف توجہ رکھنے والے ہو تو یہ کتاب تمہارے لئے ہدایت کا موجب ہوگی اور تمہیں سچے راستہ پر قائم کردے گی ہاں تمہارے لئے بھی ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ [۴] اللہ تعالیٰ کی ذات پر تمہیں کامل یقین ہونا چاہئے۔ اگر یہ یقین تمہیں حاصل نہیں تو ہدایت بھی میسر نہیں آسکتی۔ دنیا کے جس قدر علوم ہیں وہ ایمان کے بغیر بھی حاصل ہوسکتے ہیں۔ ایک بڑا ڈاکٹر بغیر ایمان کے ہوسکتا ہے۔ ایک بڑا وکیل بغیر ایمان کے ہوسکتا ہے۔ ایک بڑا انجینئر بغیر ایمان کے ہوسکتا ہے، ایک بڑا سیاستدان بغیر ایمان کے ہوسکتا ہے، ایک بڑا ہیئت دان بغیر ایمان کے ہوسکتا ہے، ایک بڑا بادشاہ بغیر ایمان کے ہوسکتا ہے، ایک بڑا علم النفس کا ماہر بغیر ایمان کے ہوسکتا ہے، ایک بڑا تاریخ دان بغیر ایمان کے ہوسکتا ہے مگر فرمایا قرآن کریم سے ہدایت انہی لوگوں کو حاصل ہوسکتی ہے جو متقی ہوں اور یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے مصداق ہوں۔ کوئی سیاستدان، کوئی ادیب، کوئی بیرسٹری، کوئی ڈاکٹر اور کوئی انجینئر دُنیوی علوم کے ذریعہ خدائی ہدایت کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ پس متقیوں کیلئے ہی قرآنی ہدایت ہے دوسروں کیلئے نہیں۔ اور متقی وہ ہیں جو اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کا نمونہ ہوں۔ یعنی خدا تعالیٰ پر کامل ایمان رکھیں اور مصائب ومشکلات سے نہ ڈریں بلکہ یقین رکھیں کہ جب ہم خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے ایک شخص پر ایمان لے آئے ہیں تو خدا تعالیٰ خود ہماری نصرت اور

تائید کرے گا۔ وہ آپ مشکلات میں ہماری راہنمائی کرے گا اور قرآن ہماری تائید کیلئے اُٹھے گا۔

پھر فرمایا وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ [5] اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مغرور نہ ہو۔ یعنی یہ نہیں کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے ان سے اپنی نصرت اور مدد کا وعدہ کیا ہے اس لئے وہ اس وعدہ کی وجہ سے مغرور ہو جائیں بلکہ جیسے جیسے خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ان کا یقین بڑھتا جاتا ہے اُتنا ہی ان میں عجز، انکسار اور دعاؤں کا مادہ بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ ایک طرف ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ دنیا کو للکارتے ہیں اور کہتے ہیں کون ہے جو ہمارا بال بیکا کر سکے کیونکہ خدا نے اُن کو یہی کہا ہوتا ہے لیکن دوسری طرف جب وہ خدا تعالیٰ کے حضور جُھکتے ہیں تو گریہ وزاری ان کا شیوہ ہوتا ہے اور کہتے ہیں اے خدا! تیری مدد کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ یہی وہ کیفیت ہے جو رسول کریم نے بدر کے موقع پر دکھائی۔ بدر کی جنگ کے شروع ہونے سے پہلے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر نکلے تو آپ نے فرمایا مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ہم کو فتح حاصل ہوگی اور دشمنوں کو شکست۔ بلکہ مدینہ سے نکلنے سے پہلے آپ کو بشارتیں ملنی شروع ہو گئیں اور آپ نے صحابہ سے کہنا شروع کر دیا کہ گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم اس کے فضل سے فتح پائیں گے اور ہمارا دشمن ناکام ہوگا۔ لیکن ادھر صحابہ کو آپ نے یہ خبریں دیں اور اُدھر جب جنگ شروع ہوئی تو آپ نے نہایت عجز اور انکسار کے ساتھ اس قدر گڑ گڑا کر دعائیں مانگنی شروع کر دیں کہ بعض صحابہؓ کو حیرت ہوئی اور انہوں نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ایک طرف خدا کہتا ہے کہ ہمیں فتح حاصل ہوگی اور دوسری طرف آپ اس قدر رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں کہ گویا اس کا فتح کے متعلق کوئی وعدہ نہیں یہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا یہی مومن کا مقام ہے کہ وہ خدا کے وعدوں کے ہوتے ہوئے اس کے حضور عجز اور انکسار سے کام لیتا ہے۔[6] پس فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ متقی ایک طرف خدا تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور دوسری طرف اس کے حضور عجز وانکسار اور دعاؤں کی طرف مائل رہتے ہیں۔ اس کے بعد ایک تیسری چیز کا ذکر کیا اور فرمایا وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ [7] دعاؤں کے ساتھ ان کو وہ تمام تدابیر بھی اختیار کرنی چاہئیں جو خدا تعالیٰ نے اس عالم اسباب میں پیدا کی ہیں۔

یہ بھی مومن کا کام ہے کہ وہ خیالی دعاؤں سے کام نہیں لیتا بلکہ ظاہری تدابیر سے بھی کام لیتا ہے۔ کیونکہ اگر دعا کی جائے لیکن ظاہری تدابیر اختیار نہ کی جائیں تو یہ خدا تعالیٰ کا امتحان لینا ہوتا ہے جو

ایک مومن کی شان سے بعید ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ وہ انسان جو خالی دعا کرتا اور تدبیر سے کام نہیں لیتا وہ خدا تعالیٰ کا امتحان لیتا ہے اور یہ سخت گستاخی ہے جس کی اُس کو سزا ملتی ہے۔ پس مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ان پر فرض ہوتا ہے کہ وہ تمام ذرائع کو خواہ وہ روحانی ہوں یا جسمانی استعمال کریں۔

پھر فرمایا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ [8] اس سے پہلے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ میں یہ بتایا تھا کہ جو کچھ مومنوں کو حاصل ہو وہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے اور تمام تدابیر سے کام لیتے ہیں اور اس آیت میں ان کو تدبیر بتاتا ہے یعنی یہ کہ وہ کن اصول پر خرچ کرتے ہیں۔ اس کے متعلق فرمایا یہ ذرائع ان کو خدا تعالیٰ کے الہاموں سے ملتے ہیں اور اس کیلئے سب سے پہلے وہ تیری وحی کو دیکھتے ہیں۔ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور پھر اس وحی پر غور کرتے ہیں جو تجھ سے پہلے نازل ہو چکی ہے اور اس کے بعد اگر خود ان پر کوئی وحی نازل ہوئی ہو یا کوئی خواب آیا ہو یا ان کے زمانہ کے کسی مُرسل پر وحی نازل ہوئی ہو جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اِس زمانہ میں وحی نازل ہوئی تو وہ اس وحی پر بھی غور کرتے ہیں اور اس طرح تینوں وحیوں میں یہ تلاش کرتے ہیں کہ ایسے مواقع پر ان کیلئے کیا ہدایات ہیں اور کن ذرائع کو انہیں اختیار کرنا چاہئے۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [9] فرماتا ہے جو لوگ اس قسم کے ہوں ان کیلئے قرآن کریم ہدایت کا موجب ہو جاتا ہے۔

اس رکوع کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ قرآن کریم متقیوں کیلئے ہدایت کا موجب ہے اور اس آیت میں یہ بتایا کہ جو لوگ قرآن کریم کے اصول اور اس کی بتائی ہوئی ہدایات پر عمل کرتے ہیں ان کو یہ ہدایت مل جاتی ہے اور خالی انہیں ہدایت ہی نہیں ملتی بلکہ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ہدایت سے ان کا اس طرح تعلق ہو جاتا ہے جس طرح گھوڑے پر انسان سوار ہوتا ہے۔ گویا اس کے بعد ہدایت سے ان کا عارضی تعلق نہیں رہتا بلکہ وہ ہدایت پر سوار کی طرح بیٹھ جاتے ہیں اور خدا کا کلام انہیں کامیابیوں کی طرف لئے چلا جاتا ہے۔ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور یہی لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے کلام پر عمل کرتے اور اس کی ہدایات کے مطابق کام کرتے ہیں ان کو کون ناکام کرسکتا ہے۔ وہ بہر حال کامیاب ہوتے ہیں اور کوئی

طاقت انہیں ناکام نہیں بنا سکتی۔

غرض ہمارے لئے ہر جھگڑے کو دور کرنے کیلئے ایک چیز موجود ہے اور وہ خدا کا کلام ہے۔ ہم میں آپس میں اختلاف ہوسکتا ہے، ہم میں آپس میں تفرقہ ہوسکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے کلام میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔ پس جس کے ساتھ قرآن ہے وہ سچا ہے اور جس کے ساتھ قرآن نہیں وہ جھوٹا ہے۔ اگر تمہارا میرے ساتھ تعلق ہے تو تم قرآن کی وجہ سے اور اگر میرا تمہارے ساتھ تعلق ہے تو قرآن کی وجہ سے اور اگر کوئی احمدی کہلا کر مقابلہ کیلئے نکلتا ہے تو قرآن کے ذریعہ ہی اس جھگڑے کا بھی فیصلہ ہوسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا اُس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخری زمانہ میں امت محمدیہ کی اصلاح کیلئے تشریف لائیں گے۔ میں نے بارہا سنایا ہے کہ لدھیانہ کے ایک مولوی صاحب تھے انہوں نے حج بھی کیا ہوًا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی ان کا تعلق تھا اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے بھی ملتے رہتے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ پر زیادہ شور اُٹھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی نے سخت مخالفت کرنی شروع کردی تو انہوں نے خیال کیا کہ مرزا صاحب صوفی مزاج آدمی ہیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی تیز طبیعت کے انسان ہیں۔ مرزا صاحب نے صوفیانہ رنگ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کوئی بات کہی ہوگی جسے مولوی محمد حسین بٹالوی نے نہ سمجھا اور اس نے مخالفت شروع کردی ورنہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب قرآن کریم کے خلاف بات کہہ دیں۔ وہ بڑے نیک آدمی ہیں، قرآن کے خلاف کوئی بات نہیں کرسکتے مولوی محمد حسین کو ضرور کوئی غلطی لگی ہوگی۔ چنانچہ اس کے بعد وہ قادیان آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا یہ سچ ہے کہ آپ نے اعلان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ درست ہے۔ انہوں نے کہا آپ تو بزرگ آدمی ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ قرآن کریم کے خلاف کوئی بات کہنا سخت ناجائز ہے۔ جب قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت ہے تو آپ قرآن کے خلاف ان کی وفات پر کیوں زور دیتے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہوجائے تو اور کیا چاہئے۔ میں فوراً اپنے اس دعویٰ کو واپس لینے کیلئے تیار ہوں اور میں کہہ دوں گا کہ میرا عقیدہ غلط ہے، دراصل قرآن کریم سے یہی

ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ وہ کہنے لگا میں پہلے ہی کہتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب بڑے نیک آدمی ہیں وہ کبھی غلط طریق اختیار نہیں کرتے۔ اب آپ یہ بتائیں کہ اگر میں آپ کے پاس قرآن کریم کی ایک سَو آیتیں ایسی لے آؤں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت ہو تو کیا آپ ان کی حیات کے قائل ہو جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سَو آیتوں کا سوال نہیں قرآن کریم کی ایک آیت ہی حُجّت ہے۔ اگر آپ ایک آیت ہی ایسی لے آئیں جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت ہوتی ہو تو میں ان کی زندگی تسلیم کر لوں گا۔ اِس پر انہیں خیال آیا کہ شاید سَو آیتیں قرآن کریم سے ایسی نہ مل سکیں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت ہو اس لئے پچاس آیتوں تک قائل کر لینا چاہئے اور کہنے لگے اگر سَو آیتیں نہ مل سکیں صرف پچاس آیتیں مل جائیں تو کیا پچاس آیتیں دیکھ کر آپ اپنے عقیدہ سے توبہ کر لیں گے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تو پہلے کہہ چکا ہوں کہ سَو پچاس آیتوں کی قید کی کوئی ضرورت نہیں قرآن کریم کی ایک آیت بھی کافی ہے۔ خیر آہستہ آہستہ وہ دس آیتوں پر آ گئے اور کہنے لگے کہ دس آیتیں تو میں ضرور لے آؤں گا۔ چنانچہ اِس گفتگو کے بعد وہ خوشی خوشی لاہور گئے۔ اُن دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل لاہور میں تھے مولوی محمد حسین بٹالوی بھی وہیں تھے اور آپس میں بڑی بحثیں ہو رہی تھیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی یہ کہتے تھے کہ آؤ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کا ہم حدیثوں کی رو سے فیصلہ کریں کیونکہ یہی قرآن کریم کی شارح ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے کہ قرآن اصل چیز ہے ہمیں قرآن کریم کی رو سے آپ کے دعویٰ کو دیکھنا چاہئے۔ آخر بہت بڑی ردّ و کد اور بحث مباحثہ کے بعد جب لوگوں میں بددلی اور بے اطمینانی پیدا ہونے لگی تو حضرت خلیفہ اوّلؓ نے کہہ دیا کہ اچھا ہم بخاری مان لیتے ہیں اسے تم اپنے دعوے میں پیش کر سکتے ہو۔ مولوی محمد حسین بٹالوی اِس پر بہت خوش تھے کہ میں نے کچھ تو اپنی بات منوالی۔ چنانچہ ایک مجلس میں بیٹھ کر وہ ڈینگیں مار رہے تھے کہ اتنے میں لدھیانہ والے مولوی نظام الدین صاحب بھی جا پہنچے اور کہنے لگے بس اب سب جھگڑوں کا فیصلہ ہو گیا۔ آپ بحث مباحثہ ایک طرف رکھئے اور مجھے دس آیتیں ایسی لکھ دیجئے جن سے یہ ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ میں وہ آیتیں لے کر حضرت مرزا صاحب کے پاس جاؤں گا اور انہیں یہیں آپ کے پاس لے آؤں گا اور آپ کے سامنے انہیں اپنے عقیدہ سے توبہ کراؤں گا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے کہا بات کیا ہے کچھ تفصیل تو بتاؤ۔

انہوں نے کہا اصل بات یہ ہے کہ مجھے آپ سے بھی عقیدت ہے اور حضرت مرزا صاحب سے بھی عقیدت ہے۔ میں یہ پہلے ہی سمجھتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نیک آدمی ہیں وہ قرآن کے خلاف کوئی بات نہیں کہہ سکتے۔ میں ان کے پاس گیا تھا اور میں نے انہیں کہا تھا کہ اگر قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت ہو جائے تو کیا آپ یہ دعویٰ چھوڑنے کیلئے تیار ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں؟ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر قرآن کریم سے ایسا ثابت ہو جائے تو میں اپنے اس دعویٰ کو چھوڑنے کیلئے تیار ہوں اور وہ تو ایک آیت ہی کافی سمجھتے تھے مگر میں ان سے دس آیتوں کا وعدہ کرآیا ہوں پس آپ جلدی سے مجھے ایسی دس آیتیں لکھ دیں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت ہوتی ہو، تا کہ میں انہیں جا کر دکھا دوں۔ مولوی محمد حسین صاحب یہ گفتگو سُن کر بڑے جوش سے بول اُٹھے تجھ بیوقوف سے کس نے کہا تھا کہ تُو اِس بحث میں کُود پڑے۔ میں دو مہینے بحث کرکر کے انہیں حدیث کی طرف لایا تھا اور تو پھر قرآن کی طرف لے گیا۔ وہ آدمی نیک تھے یہ سُنتے ہی کہنے لگے مولوی صاحب! اچھا یہ بات ہے! اچھا! تو پھر جدھر قرآن ہے اُدھر ہی میں ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد وہ قادیان آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی۔

غرض قرآن ہمارے لئے حُجّت ہے اور جب قرآن کریم ہمارے لئے حجت ہو تو ہمیں کسی جھگڑے میں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر قرآن کریم ہمیں جھوٹا کہتا ہو تو ہمیں اس بات کا اقرار کر لینا چاہیئے کہ ہم جھوٹے ہیں اور اگر قرآن کریم ہمیں سچا قرار دیتا ہو تو پھر کون ہے جو ہم پر فتح پا سکے۔ قرآن کریم کیلئے دنیا میں غلبہ مقدر ہے اور قرآن کریم کے پہلے رکوع میں ہی اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا انکشاف فرمایا ہے کہ قرآن تو الگ رہا قرآن کریم پر عمل کرنے والے بھی مفلح ہیں۔ یعنی جس طرح قرآن کیلئے غلبہ مقدر ہے اسی طرح قرآن کریم پر عمل کرنے والوں کیلئے بھی غلبہ مقدر ہے۔ پس جو قرآنی ہتھیار چلاتا ہے وہی دشمن پر غالب رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۔ یعنی صداقت کا راستہ تلاش کرنے کیلئے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم کیا کہتا ہے کیونکہ قرآنی الہام باقی تمام الہامات پر مقدم ہے۔ اس کے بعد اس کے سِوا دوسری وحیوں پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ کیا بتاتی ہیں۔ پس جس بات کی تائید قرآن کریم کی وحی اور پہلی اور پچھلی وحیاں کریں اس کے سچا ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ کسی انسان کی

طاقت میں نہیں کہ وہ مثلاً حضرت موسیٰ کی زبان سے اپنی تائید میں ایک بات نکلوائے۔ حالانکہ وہ پیدا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دو ہزار سال بعد ہوُا ہو۔ یہی دلیل قرآن کریم میں رسول کریم ﷺ کی صداقت کے ثبوت میں بھی پیش کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ اے محمد! تیری بعثت کی خبر تو موسیٰ نے بھی اپنی کتاب میں دی ہے اگر تُو راستباز نہیں تو کیا تُو حضرت موسیٰ کے وقت میں بھی موجود تھا یا کیا حضرت موسیٰ تیرے زمانہ میں ہوئے ہیں کہ تُو نے ان سے مشورہ کر کے یہ پیشگوئی ان سے لکھوالی۔ جب یہ دونوں صورتیں نہیں تو صاف معلوم ہوُا کہ یہ خبر خدا تعالیٰ کی طرف سے دی گئی تھی۔ تو قرآن کریم اور پہلی اور پچھلی وحیاں ایک مومن کیلئے مشعل راہ ہیں۔ جدھر یہ تینوں وحیاں لے جاتی ہوں گی وہی سچا راستہ ہوگا اور جس کے خلاف یہ تینوں وحیاں ہوں اُس کے جھوٹا ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوگا۔

پس اس اصل کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے کسی ذاتیت کا سوال درمیان میں حائل نہیں رہتا۔ اگر خدا کا کلام ہمارے خلاف پڑتا ہو تو اس میں کیا شبہ ہے کہ ہماری شکست یقینی ہے۔ لیکن اگر خدا کا کلام ہمارے ساتھ ہو تو چونکہ خدا کے کلام کے لئے فتح اور غلبہ مقدر ہے اس لئے ہمارے لئے بھی فتح اور غلبہ مقدر ہے۔ پھر اسی صورت میں دشمن سے ڈرنے کے کوئی معنے ہی نہیں۔ ایک بچہ اگر کسی پہلوان پر حملہ کرے تو وہ پہلوان اس کے حملہ سے نہیں ڈرتا بلکہ سمجھتا ہے کہ یہ میری ایک ٹھوکر کی مار ہے۔ اسی طرح جس کے ساتھ قرآن ہو، جس کے ساتھ اگلی پچھلی وحیاں ہوں اس کے ڈرنے اور خائف ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں۔

پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے ایمانوں کو دیکھیں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کو سمجھ کر مانا ہے تو پھر انہیں فکر کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کا خدا ان کے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ خدا ہو کون ہے جو اُس پر ہاتھ ڈال سکے۔ دنیا ٹل سکتی ہے لیکن خدا کی باتیں کبھی نہیں ٹلتیں۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ کے متعلق بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس وقت ایسے ایسے ابتلا آئے کہ مومنوں کی بنیادیں ہل گئیں اور وہ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا [10] کے مصداق بن گئے۔ ان کی ہستیوں پر ایک شدید زلزلہ آیا اور لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اے یثرب کے رہنے والو اب تمہاری شکست میں کوئی شبہ نہیں، اب تم یقینی طور پر مارے گئے۔ مگر پھر وہی جو یہ کہتے تھے کہ تم مارے گئے بلوں میں چُھپتے پھرتے اور ایسے بھاگے کہ انہیں سر چھپانے کی جگہ نہ ملی۔

پس خدا تعالیٰ کی باتوں پر یقین رکھو اور اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ ہمارا کوئی مقابلہ

بھی نفسانیت کی وجہ سے نہیں ہونا چاہئے۔ ہمارا مقابلہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے جو مقابلہ ہو اس میں اگر ہماری شکست میں اللہ تعالیٰ کے دین کی فتح ہو تو ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ ہمیں شکست ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو فتح۔ لیکن اگر ہماری فتح میں اس کی فتح ہے تو پھر دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی ہماری فتح کو شکست میں تبدیل نہیں کر سکتی۔ میں تمہارے ایمانوں کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جو ایمان خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے اور جو خبریں خدا تعالیٰ نے مجھے دیں اور اپنے وقت پر پوری ہوئیں ان کو دیکھتے ہوئے میں ایک لمحہ کیلئے بھی اس امر میں شک نہیں کر سکتا کہ کسی میدان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے شکست نہیں ہو سکتی۔ میں نے خدا تعالیٰ کی باتوں کا اتنا تجربہ کیا ہے کہ میں اس یقین پر پورے طور پر قائم ہوں اور یہ یقین مجھے آج حاصل نہیں ہؤا کہ لوگ کہیں چونکہ تمہارے ساتھ بہت لوگ ہیں اس لئے ان کو دیکھ کر یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے۔ میں نے اُس وقت بھی اپنے دشمنوں سے مقابلہ کیا جب میرے ساتھ بہت تھوڑے لوگ تھے اور اُس وقت بھی اپنے دشمنوں کا مقابلہ کیا جب میں اکیلا تھا اور کوئی میرے ساتھ نہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے زمانہ میں لوگ مجھے ستاتے، دکھ دیتے، مجھ پر الزامات اور بُہتانات لگاتے اور کہتے کہ یہ خلافت کا مؤید اس لئے نہیں کہ سمجھتا ہے کہ خلافت کوئی ضروری چیز ہے بلکہ خلافت کا اس لئے مؤید ہے کہ خود خلیفہ بننا چاہتا ہے۔ میں ان تمام باتوں کو سنتا اور برداشت کرتا تھا اور خدا شاہد ہے کہ بسا اوقات میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا بھی کی کہ خدایا! اگر میرا وجود سلسلہ کیلئے کسی لحاظ سے مُضِرّ ہے اور میں کوئی ایسا کام کر رہا ہوں جس سے سلسلہ کو نقصان پہنچنے والا ہے تو میرا وجود درمیان سے ہٹا دے۔ مگر باوجود میری ان دعاؤں کے میرے خدا نے مجھے ہر میدان میں فتح دی۔ پس یہ مت خیال کرو کہ کسی قسم کا حملہ چاہے وہ کتنا ہی شدید کیوں نہ ہو تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر تم سچے مومن ہو تو کوئی حملہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا اور دشمن خواہ کسی راہ سے آئے وہ دیکھے گا کہ خدا کے فرشتے ہماری راہ میں کھڑے ہیں اور ان کی تلواروں کا مقابلہ کرنے کی وہ اپنے اندر تاب نہیں رکھتا۔

آج ہی جب کہ میں تازہ فتنوں کے متعلق غور کر رہا اور ان کے مقابلہ کی تجاویز سوچ رہا تھا تو خدا تعالیٰ نے علوم کا ایک دریا مجھے عطا فرمایا اور ایسا وسیع علم دیا جو میرے وہم اور گمان میں بھی نہیں تھا اور میں سمجھتا ہوں اگر دشمن نے ہمارا مقابلہ کیا تو خدا تعالیٰ کی کتاب اُس کے منہ پر ایسا تھپڑ مارے گی کہ اُس کے دانت توڑ کر رکھ دے گی اور وہی حملے جو وہ ہم پر کرنا چاہتا ہے، اُس کی اپنی ہلاکت اور بربادی کا

موجب بن جائیں گے۔لیکن مومن کبھی پہلے حملہ نہیں کرتا وہ انتظار کرتا ہے کہ دشمن حملہ کرے۔اور دشمن اپنے دل میں یہ سمجھتا ہے کہ یہ بزدل ہے مگر وہ انتظار کرتا ہے اور انتظار کرتا چلا جاتا ہے تا کہ انتہائی کوشش جو اس کے ایمان کے بچاؤ کیلئے کی جاسکتی ہے وہ کرلی جائے اور اس کیلئے کسی قسم کے عُذر کا موقع باقی نہ رہے۔اس کے بعد بھی اگر وہ اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو اس کی ذمہ داری خود اس پر عائد ہوتی ہے کسی اور پر عائد نہیں ہوتی۔

پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں مطمئن ہوں اور ہر شخص جو تم میں سے سچا ایمان رکھتا ہے وہ دیکھے گا بلکہ ابھی تم میں سے اکثر لوگ زندہ ہوں گے کہ تم ان تمام فتنوں کو خس و خاشاک کی طرح اُڑتے دیکھو گے اور اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے جمال کی مدد سے سلسلہ احمدیہ ایک مضبوط چٹان پر قائم ہو جائے گا۔

(الفضل ۹؍جولائی ۱۹۳۷ء)

---

۱ **مبرھن:** دلیل سے ثابت کیا ہوا۔ثابت۔مضبوط

۲،۳ البقرة: ۲:۳ ۴ البقرة: ۴

۵ البقرة: ۴

۶ سیرت ابن ھشام جلد۲ صفحہ ۲۷۹ مطبوعہ مصر ۱۹۳۶ء

۷ البقرة: ۴

۸ البقرة: ۵

۹ البقرة: ۶

۱۰ الاحزاب: ۱۲